40

نماز باجماعت کی تاکید

(فرمودہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ باوجود اس کے کہ نماز باجماعت کی تاکید ایسی شدت کے ساتھ آئی ہے۔ جس کے بعد مسلمان کہلاتے ہوئے کسی شخص کو انکار کی گنجائش رہتی ہی نہیں لیکن پھر بھی ابھی تک بعض لوگ اس میں سستی کرتے ہیں۔ باجماعت نماز پڑھنے کی جس قدر تاکید کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایمان کی جان اور روح ہے اور ایمان کے بہت بڑے حصہ کا اس پر دارومدار ہے۔

مگر باوجود اس کے کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں ساری نمازوں میں شامل نہ ہونے والا تو الگ رہا صبح اور عشاء کی نمازوں میں شامل نہ ہونے والا بھی منافق ہے۔[1] افسوس ہے بہت سے لوگ اس طرف جیسی کہ چاہیئے توجہ نہیں کرتے۔ میں نے بار بار توجہ دلائی ہے کہ نماز باجماعت میں سستی نہیں کرنی چاہیئے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان کہلا کر پھر احمدی مسلمان کہلا کر اس قدر غفلت اور سستی کے کیا معنی ہیں؟

ہماری جماعت کا جو حصہ نماز باجماعت کی قدر نہیں کرتا یا اس کی اہمیت نہیں سمجھتا۔ میں اس کے متعلق یہ تو خیال ہی نہیں کر سکتا کہ وہ مسلمان کہلاتا ہو اور نمازیں نہ پڑھتا ہو مگر یہ بات میں ضرور کہوں گا کہ وہ نمازیں پڑھنے میں سستی سے کام لیتا ہے اور اگر میرے مدنظر ان کی کم علمی، جہالت، نادانی یا بعض ایسی مجبوریاں جو بعض اوقات انسان کو لاحق ہو جاتی ہیں نہ ہوتیں تو میں یہی کہتا کہ جو شخص نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ وہ مسلمان نہیں اور احمدی کہلانے کے لائق نہیں۔ مگر بہت سے لوگ جاہل ہوتے ہیں جو اپنی جہالت کے سبب ایک شے کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔ بہت

سے کم علم ہوتے ہیں جو اپنی کمئ علم کی وجہ سے ایک بات کے متعلق پورا پورا علم نہیں رکھتے پھر بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو جاہل تو نہیں ہوتے اور کم علم بھی نہیں ہوتے مگر مجبور ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگ کسی حد تک رعایت کے مستحق ہوتے ہیں لیکن اگر ایک چنگا بھلا آدمی جو جاہل بھی نہیں جو کمئ علم کے سبب ناواقف بھی نہیں۔ جس کے کان میں وقتاً" فوقتاً" یہ آوازیں بھی پڑتی رہی ہوں کہ نماز باجماعت پڑھنے کی رسول کریم ﷺ نے از حد تاکید فرمائی ہے۔ وہ اگر اس میں غفلت کرے اور سستی سے کام لے تو وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ رعایت کیا اس کے ذمے تو گناہ لگ رہا ہے کہ واقفیت رکھتے ہوئے بھی وہ ایک ایسی بات کے کرنے میں غفلت کرتا ہے جس کے متعلق بہت ہی تاکید کی گئی ہے۔

پس میرے نزدیک جو نماز نہیں پڑھتا۔ وہ مسلمان نہیں۔ مسلمان منہ سے نہیں بن جاتا۔ کوئی شخص اتنا کہہ دینے سے کہ میں مسلمان ہوں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مسلمان بننے کے لئے عملی صورت ہونی چاہئے اور وہ عملی صورت سوائے نماز کے اور کوئی نہیں۔ پس جب تک ایک شخص جو منہ سے کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ وہ مسلمان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ نماز معمولی سی چیز نہیں۔ بلکہ وہ چیز ہے جو ایک شخص کو بہت سی بدیوں اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ یہ ایک مسلمان اور غیر مسلمان کے درمیان امتیاز پیدا کرنے والی چیز ہے۔ ایمان اور کفر کے درمیان کا پردہ نماز ہی ہے لیکن نماز باجماعت۔

نماز باجماعت معمولی مسئلہ نہیں بلکہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ ایمان اور اسلام کا فرق دکھانے والا مسئلہ ہے۔ اس سے ایک شخص کے ایمان اور اسلام کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اس کے اخلاص اور محبت کا پتہ لگتا ہے کہ وہ جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا وہ اس دعوے کے ساتھ اخلاص اور محبت بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ یا صرف ایمان کا دعویٰ ہی دعویٰ کرتا ہے۔ پس نماز باجماعت کے مسئلے سے ایک شخص کے متعلق ان سب باتوں کا امتحان ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ کوئی چھوٹا سا مسئلہ نہیں کہ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ بلکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس کی طرف ہر ایک شخص کو پوری پوری توجہ کرنی چاہئے۔ جب رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ صبح اور عشاء کی نمازیں جماعت کے ساتھ نہ پڑھنے والا منافق ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ ان کے متعلق کیا فرماتے۔ جو پانچ پانچ یا چار چار یا تین تین نمازوں میں نہیں آتے اور انہیں جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتے۔

ایسے لوگ جو باجماعت نمازیں نہیں پڑھتے۔ وہ سمجھتے ہیں جب ہم گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں

تو کیا حرج ہے اور یہ کوئی عیب نہیں کہ ہم باجماعت نمازیں نہیں پڑھتے مگر ایسا سمجھنے میں وہ غلطی پر غلطی کرتے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ رسول کریم ﷺ کے وقت میں دو نمازیں بھی اگر باجماعت نہ پڑھی جائیں تو منافق ہو جائیں اور اب اگر ساری نمازیں باجماعت نہ پڑھی جائیں تو خیال کیا جائے کہ ہم منافق نہیں۔ یہ کس قدر بے ہودگی ہے کہ نمازیں تو باجماعت نہ پڑھیں مگر یہ امید رکھیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے وہ سلوک کرے جو سب نمازوں کو باجماعت پڑھنے والوں کے ساتھ کرتا ہے۔ یاد رکھو مسجدوں کو چھوڑ کر گھروں پر بلا عذر نمازیں پڑھنے والے با اخلاص نہیں ہو سکتے اور نہ ہی منافق نام دھرانے سے بچ سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے وقت تو عشاء اور صبح کی نمازیں باجماعت نہ پڑھنے سے لوگ منافق بن جائیں مگر اس وقت ایسا کرنے پر منافق نہ ہوں۔ اگر اس زمانہ کے لوگ ان دونوں نمازوں کو باجماعت ادا نہ کرنے کے سبب منافق تھے۔ تو اس وقت کے لوگ بھی ایسا کرنے پر ضرور منافق ہیں۔

اس وقت کی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت سے ایک طبقہ عشاء اور صبح کی نمازوں میں غیر حاضر ہوتا ہے اور یہ ایک قابل افسوس بات ہے کہ ہم احمدی کہلا کر بھی وہ باتیں کریں جو منافق بنا دیں۔ یہاں قادیان میں ہی اگر کوئی شخص ظہر و عصر کی نمازوں میں آنے والوں کو دیکھے اور پھر صبح اور عشاء کی نمازوں میں پھر جائے۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ کثرت سے لوگ ان دو نمازوں میں نہیں آتے اور ایسے لوگ جو ان دو نمازوں میں نہیں آتے۔ رسول کریم ﷺ کے وقت تو منافق ہوں اور ہمارے وقت میں نہ ہوں۔ یہ ناممکن بات ہے ان دو نمازوں میں نہ آنے والے لوگ اسی طرح منافق ہیں۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کے وقت میں ان دنوں نمازوں میں نہ آنے والے منافق تھے۔ پس تم جو احمدی ہوئے ہو۔ تو دیکھو اور سوچو کہ کیا منافق بننے کے لئے احمدی ہوئے ہو؟ کیا یہ افسوس کا مقام نہ ہوگا کہ باوجود طرح طرح کی تکلیفوں کے جو احمدی بننے کے لئے تم نے برداشت کیں۔ باوجود طرح طرح کی مشکلات کے جو اس راستے میں تمہیں جھیلنی پڑیں۔ باوجود طرح طرح کے جھگڑوں اور طرح طرح کے فسادوں کے جو اس راہ کو اختیار کرنے کے سبب رشتہ داروں سے اور دوستوں اور دوسرے لوگوں سے تمہیں کرنے پڑے۔ پھر بھی تم منافق کے منافق ہی رہو۔ صرف اس لئے کہ تم نے نفس پر اتنی تکلیف لادنے سے پرہیز کیا۔ جو منافق بننے سے بچا سکتی ہے۔ اور ذرا سی سستی سے نفاق کی طرف الٹ پڑے۔ میں افسوس کرتا ہوں جنہوں نے گھروں کو وطنوں کو خویش و اقارب کو رفیقوں کو اور اور چیزوں کو چھوڑا۔ اور یہ سمجھ کر چھوڑا کہ

قادیان میں چل کر کچھ حاصل کریں گے مگر وہ یہاں آکر حاصل کرتے کرتے الٹے گنوانے لگ گئے۔

باہر کے لوگ باجماعت نماز کے متعلق عذر کر سکتے ہیں اور ان کا عذر ایک حد تک درست بھی ہے کیونکہ مختلف جگہوں پر جماعتیں ہیں اور ان کے افراد بکھرے ہوئے ہیں اور مسجدیں دور دور ہیں۔ ان کے لئے یہ ایک تکلیف مالا یطاق پر ہے کہ وہ پانچوں نمازوں کے لئے اپنی مسجد میں آئیں۔ وہ ہر جگہ قادیان کی طرح اکٹھے ہی ایک جگہ پر نہیں ہیں بلکہ اپنے اپنے شہروں میں مختلف مقامات پر رہتے ہیں۔ اس حالت میں وہ کس طرح پانچوں نمازوں میں اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ وہ مجبور ہیں۔ ان کے لئے پانچوں نمازوں میں آنا ایک تکلیف مالا یطاق ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو شریعت نہیں پکڑے گی۔

مثلاً لاہور میں مسجد ایک جگہ واقع ہے۔ شہر بڑا وسیع ہے۔ اس کے مختلف حصوں میں احمدی آباد ہیں۔ اب اگر ان کو مسجد میں پانچوں نمازوں میں آنا پڑے۔ تو ان کے لئے یہ ایک ایسی تکلیف ہوگی جو ان کی برداشت سے باہر ہے۔ اوسطاً دو میل کا فاصلہ سمجھ لو۔ اب اگر وہ دو دو میل سے آئیں تو پانچوں نمازوں کے لئے انہیں بیس میل روزانہ مسافت طے کرنی پڑے۔ جو موجب تکلیف ہے۔ اتنا سفر تو ہرکارے بھی نہیں کرتے۔ پھر بلحاظ وقت کے ان پانچوں نمازوں پر ان کے بارہ چودہ گھنٹے خرچ ہو جائیں۔ اس طرح پھر وہ نمازوں ہی کے لئے رہیں اور کوئی کام نہ کریں لیکن یہ درست نہیں کہ ایک شخص دن رات نمازوں میں ہی گزار دے اور دوسرے فرائض ادا نہ کرے۔ پس ایسے حالات میں شریعت معاف کر دیتی ہے مگر قادیان کی یہ حالت نہیں۔ یہاں لوگوں کے مکانات کچھ اتنے فاصلہ پر واقع نہیں کہ وہ اگر پانچوں نمازوں کے لئے مسجد میں آئیں تو کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتے۔ پھر یہاں تو ہر محلہ میں مسجد ہے۔ اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

جب کوئی شخص قادیان سے باہر ہوتا ہے۔ جہاں مسجد اس کے گھر سے فاصلہ پر واقع ہوتی ہے۔ وہاں اگر کوئی شخص نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ معذور ہے لیکن قادیان میں آکر یہ عذر ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہاں کوئی عذر نہیں ہو سکتا کہ یہاں نمازیں باجماعت پڑھنا تکلیف مالایطاق ہے۔ کیونکہ اول تو قادیان کی آبادی سے مسجدیں دور نہیں۔ پھر اس کی حالت تو مدینہ کی حالت سے ملتی ہے۔ یہاں ہر محلہ میں مسجد ہے۔ اگر کوئی مسجد مبارک میں نہیں آسکتا تو اپنے محلہ کی مسجد میں نمازیں ادا کر سکتا ہے۔ مگر باوجود اس کے اگر کوئی شخص پھر بھی گھر میں نمازیں پڑھتا ہے اور مسجد میں نہیں آتا۔ تو وہ اپنے اندر نفاق کا مادہ رکھتا ہے۔ جو اسے روحانی ترقی نہیں کرنے دیتا۔

ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں تین دفعہ نہیں چار دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ میں نے خطبات میں۔ درس میں۔ تقریروں میں کہا ہے کہ نمازیں مسجدوں میں باجماعت پڑھو۔ اور خاص کر صبح اور عشاء کی نمازیں ضرور ہی مسجدوں میں پڑھا کرو لیکن افسوس کہ بعض لوگ نہیں مانتے۔ اس لئے اب یہ ضروری ہے کہ آخری علاج کیا جائے اور وہ آخری علاج سوائے اس کے نہیں کہ ایسے منافقوں کو الگ کر دیا جائے تا کہ لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ یہ منافق ہیں۔ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں بھی منافقین کو الگ کر دیا گیا تھا۔ پس یہاں بھی جب یہی کیا جائے گا تو کچھ اثر ہو گا۔ اس کے سوا مجھے کوئی اور تدبیر نظر نہیں آتی۔

میں نے انہیں سختی سے بھی سمجھایا اور نرمی سے بھی سمجھایا۔ عقل سے بھی سمجھایا اور دلیل سے بھی۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان پر اثر نہیں ہوتا۔ باوجود ہر چند سمجھانے کے پھر بھی وہی کرتے ہیں۔ جس پر پہلے قائم ہیں اور اس بات کو سمجھتے ہی نہیں کہ نماز باجماعت کے کیا فوائد ہیں۔ اس لئے اس کا یہی علاج ہے کہ جو شخص اپنی اصلاح نہ کرے اور اس بات کی اہمیت نہ جانے کہ نماز باجماعت کی کس حد تک تاکید ہے۔ اسے علیحدہ کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس سے دوسروں کو بھی جرأت ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کل جب ان لوگوں پر جو نماز باجماعت پڑھنے کی پرواہ نہیں کرتے کوئی گرفت نہیں ہوتی تو دوسرے بھی سستی کرنے لگ جاتے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی نمازوں کو بجائے مسجدوں میں پڑھنے کے گھروں میں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں چونکہ دوسروں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے میری ذمہ داری کے لحاظ سے میرا یہ فرض ہے کہ میں ایسے لوگوں کو الگ کروں۔

میں دیکھتا ہوں مہمان جو باہر سے آتے ہیں۔ وہ بھی باجماعت نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ باہر سے تو دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں مگر یہاں آکر نمازوں میں بھی سستی کرنے لگ جاتے ہیں یہاں تک کہ مسجد مبارک میں بھی جو بالکل مہمان خانہ کے قریب ہے نہیں آتے۔ پھر قرآن شریف کا درس ہوتا ہے۔ اس میں بھی نہیں آتے۔ عام طور پر مہمان عشاء اور صبح کی نماز میں تو ضرور ہی سستی کرتے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ سفر میں ہوتے ہیں لیکن سفر سفر میں بھی فرق ہے عام سفر کی حالت اور قادیان کے سفر میں فرق ہے۔ سفر میں بے شک قصر کر سکتا ہے لیکن قادیان میں چونکہ اور غرض کے لئے آتا ہے اور یہاں آنے سے اس کی غرض عبادت ہوتی ہے۔ دین سیکھنا ہوتی ہے۔

نفس کی اصلاح مدنظر ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں آکر عبادت زیادہ کرنی چاہئے نہ کہ سستی اختیار کرنی چاہئے۔ سفر میں بیشک شریعت نے سہولتیں رکھی ہیں۔ اور قصر کی اجازت دی ہے مگرحج کے لئے جو سفر اختیار کیا جاتا ہے۔ کیا وہاں عبادتیں معاف ہو جاتی یا ان میں کمی کی جاتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہاں تو اور بھی زیادہ عبادتیں کی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ عبادتیں کرنے کا خاص موقع ہوتا ہے پس قادیان کے سفراور دوسرے سفروں میں فرق ہے یہاں آکر عبادتیں کرنی چاہیں اور دین سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کوئی شخص ان رخصتوں کو جو شریعت نے سفر کے لئے رکھی ہیں۔ ایسے موقع پر بھی استعمال کرے تو وہ اپنی نیکیوں اور اپنی عبادتوں کو ضائع کرتا ہے اور ان موقعوں کو کھوتا ہے جو اس کی روحانی ترقی کے لئے پیدا ہوئے۔

پھر میں نے دیکھا ہے درس میں بھی مہمان کم آتے ہیں۔ حالانکہ درس میں آنا ان کے لئے بہت ضروری ہے اتنی دور سے جو چل کر آتے ہیں اور اتنا خرچ برداشت کرکے جو یہاں پہنچتے ہیں تو کیا اس لئے کہ بغیر کچھ حاصل کئے واپس چلے جائیں؟ مہمانوں کے درس میں کم آنے کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ عین اس وقت مہمان خانہ میں کھانا بٹتا ہے جب کہ ادھر درس کا وقت ہوتا ہے اور مہمان اگر اس وقت اپنا کھانا نہ لیں تو بعد میں یا تو ملتا نہیں یا ملنے میں کسی قدر دقت اور تکلیف ہوتی ہے۔

لیکن تعجب ہوگا اس محکمہ پر جس کی غرض ہی یہ ہو کہ وہ لوگوں کے لئے دین سیکھنے میں سہولت کا ذریعہ بنے اور لوگ رہائش اور تردد سے بے فکر ہو کر اس صداقت کے پانے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں لائے کہ وہی محکمہ یہاں آنے والوں کے لئے دین سیکھنے میں روک ہو کہ اس نے کھانا تقسیم کرنے کا وقت ایسا رکھا ہوا ہے جو درس کا ہے۔ اب لوگ کھانا کھائیں یا درس سنیں۔ اس لئے وہ مجبور ہیں کہ کھانا کھائیں۔ چونکہ لوگ فاقہ کے عادی نہیں اور نہ فاقہ کرسکتے ہیں۔ اس لئے وہ کھانا کھانے کے لئے درس سے رہ جاتے ہیں۔ میرے نزدیک منتظمین لنگر خانہ کا اس وقت کھانا تقسیم کرنا جو کہ درس کا وقت ہے اور درس میں شامل ہونے والوں کے لئے روک پیدا کرنا سخت غداری ہے لیکن درس تو خیر دوسرے درجے پر ہے۔ یہاں نمازوں میں شامل ہونے سے بھی مہمان رہ جاتے ہیں جو سب سے مقدم فرض ہے۔

پس میں آج کے خطبہ میں جماعت کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ باجماعت نماز فرض ہے اور ایسا فرض ہے جو سوائے کسی خاص عذر کے ترک کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ جس سے بچنے کی کوشش

کرنی چاہئے۔ باجماعت نماز قریب ترین مسجد میں پڑھنی چاہئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کئی لوگ مسجد مبارک کے پاس سے گزر کر بڑی مسجد میں چلے جاتے ہیں کیونکہ وہاں کسی قدر جلدی نماز ہو جاتی ہے ہم دوسری یا تیسری رکعت میں ہوتے ہیں کہ مدرسہ احمدیہ کے طالب علم نماز پڑھ کر واپس آ رہے ہوتے ہیں۔ جن کے شور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اب واپس آ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ آتے ہوئے اس طرح شور مچاتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بھیڑوں کا گلہ آ رہا ہے۔ ان کے آنے کے وقت ہم دوسری یا تیسری رکعت پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کوئی پندرہ بیس منٹ کا آگا پیچھا ہوتا ہے۔ اس پندرہ بیس منٹ کے عرصہ کے لئے مسجد مبارک سے پاس سے گزر کر دوسری مسجد میں جانا کہاں تک ان کی روحانیت پر دلالت کرتا ہے۔

پس جو پندرہ بیس منٹ کے لئے مسجد مبارک کو چھوڑ کر جو ان کے قریب بھی ہے دوسری مسجد میں جاتے ہیں انہیں بھی اپنی روحانیت کی فکر کرنی چاہئے۔

ایسا شخص جو مسجد مبارک کو اس خیال سے چھوڑ کر کہ اس میں ذرا دیر سے نماز ہوتی ہے۔ دوسری مسجد میں اس لئے جاتا ہے کہ اس میں نماز ذرا جلدی ہو جاتی ہے۔ اسے اگر یہ معلوم ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مسجد کے متعلق کیا الہام ہیں۔ اور کیسے کیسے وعدے خدا تعالیٰ کے اس کے متعلق ہیں۔ تو وہ کبھی کسی دوسری مسجد میں جانے کا نام نہ لیتا خواہ نماز کی انتظار میں اسے آدھی رات ہی کیوں نہ ہو جاتی۔

پس اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتا اور اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہے کہ خدا کے وعدے سچے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ سے بھی اس نے مسجد مبارک کے متعلق بعض وعدے کئے ہیں۔ تو خواہ لنگڑا بھی ہوتا تو بھی آتا اور لنجا بھی ہوتا تو بھی وہ پہنچتا۔ اور ہرگز یہ بات گوارا نہ کرتا کہ وہ اس مسجد کو چھوڑ کر کسی اور مسجد میں جا کر نماز پڑھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اس مسجد کے پاس سے گزر کر دوسری مسجد میں جاتے ہیں۔ یا تو ان کے اندر نفاق کا مادہ ہے یا انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص کو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان بھی ہو اور وہ اس مسجد کے پاس سے گزر کر دوسری جگہ نماز پڑھنے کے لئے چلا جائے۔ ایسے بھی تو لوگ ہیں جو سردیوں میں ٹھٹھرتے ہوئے دور سے آ کر اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو اس مسجد سے بہت زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں لیکن خواہ کچھ ہو پانچوں نمازیں مسجد مبارک میں آ کر پڑھتے ہیں۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا نے وعدے کئے ہوئے ہیں اور اس مسجد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات موجود ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس مسجد کی کیا قدر ہے اور اس میں نماز پڑھنے سے کتنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

چونکہ بار بار سمجھانے کے باوجود کئی لوگ ہیں۔ جو نماز باجماعت کی پابندی نہیں کرتے۔ اس لئے اب میں نے یہ تجویز کی ہے کہ ہر محلہ میں ایسے آدمی مقرر کئے جائیں جن کا کام یہ دیکھنا ہو کہ باقاعدہ لوگ نمازوں میں شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔ نمازوں میں نہ آنے والوں کی اگر وہ اطلاع نہ دیں گے تو میں ان کو ذمہ دار قرار دوں گا۔ عشاء کی نماز میں عام طور پر لوگ غیر حاضر ہوتے ہیں۔ اس لئے مختلف مسجدوں کے اماموں کا فرض ہے کہ وہ دیکھ بھال کریں کہ کون آتا ہے اور کون نہیں۔ اور اپنے محلہ کے لوگوں کو نگاہ میں رکھیں تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ کون باقاعدہ آتا ہے اور کون نمازوں میں آنے سے سستی کرتا ہے۔ تمام محلوں کی لسٹیں (فہرستیں) بنا کر ان کو دیجائیں۔ کہ فلاں فلاں شخص فلاں فلاں محلہ میں رہتا ہے پھر اس کے مطابق وہ دیکھیں کہ کیا محلے کے لوگ نماز میں آتے ہیں یا نہیں۔ ان کا فرض ہے کہ جب وہ چاہیں اس لسٹ کے مطابق ان کی پڑتال کریں اس پڑتال کے لئے کوئی دن مقرر نہیں کیا جانا چاہیئے۔ بلکہ جس دن چاہے امام پوچھ لے۔ اس کام کے لئے ہر محلہ میں ایک ایک شخص مقرر کرنا چاہیئے کہ وہ ان تمام لوگوں کے متعلق جو اس کے محلے میں رہتے ہوں۔ پوری پوری واقفیت رکھے اور امام نماز جب چاہے ہفتہ میں ایک دن اس سے پوچھ لے کہ لاؤ اپنے محلے کے آدمی پیش کرو۔ اس کام کے لئے کوئی دن مقرر نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ جس دن امام چاہے اس بات کو پوچھ سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے کہ کتنے آدمی اس محلہ میں آباد ہیں اور کتنے نمازوں میں اور خصوصاً عشاء اور صبح کی نمازوں میں آتے ہیں۔

بعض دفعہ عادت سے بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اگر اس طرح کیا جائے تو ان لوگوں کو پھر عادت ہو جائے کہ باجماعت نماز پڑھا کریں۔ اگر ایک شخص نمازوں میں سستی کرے اور اس کی سستی دور کرنے کے لئے کوئی کوشش نہ کی جائے تو اس کی سستی اور بھی بڑھتی ہے۔ جو بڑھتے بڑھتے بعض دفعہ اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ ایسا آدمی نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیتا ہے لیکن اگر سستی کرنے والے کی سستی دور کرنے کے لئے کوشش کی جائے اور اسے نمازوں میں نہ آنے پر بازپرس کی جائے تو وہ پھر آہستہ آہستہ سستی چھوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اور نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرلیتا ہے۔

پس عادت بھی بعض اوقات اصلاح کا باعث ہو جاتی ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ ایسے لوگوں کو نماز باجماعت کی عادت پڑ جائے اور وہ مسجدوں میں آنا شروع کر دیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہاں آنے والے سارے ہی بہادر نہیں ہوتے جو محبت اور اخلاص سے آئے ہیں۔ بعض یہاں آنے والوں میں سے ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو بزدل اور کمزور ہوتا ہے۔ قادیان کا عشق ان کو یہاں نہیں لاتا۔ سلسلہ کی محبت سے وہ یہاں نہیں آتے بلکہ باہر کی تکلیفوں سے ڈر کر یہاں آتے ہیں۔ دلیری تو وہ کرتے ہیں کہ احمدی ہو جاتے ہیں مگر بعد میں جو تکلیفیں آتی ہیں اور جو مشکلیں پیدا ہوتی ہیں ان کے مقابلہ سے عاجز آکر اور رشتہ داروں اور دوستوں اور دوسرے لوگوں کے آئے دن کے جھگڑوں سے تنگ آکر یہاں آئے ہیں۔ تو ایک طبقہ کمزور آدمیوں کا ضرور یہاں ہے جو بعض کمزوریاں دکھاتا ہے مگر وہ طبقہ جو کمزور نہیں اور اخلاص کے رنگ میں یہاں آیا اور ایمان اسے یہاں لایا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ وہ کمزور طبقہ کو اپنے پیچھے لگاتا اور ان میں ایمانی ترقی پیدا کرتا۔ مگر وہ خود کمزوروں کے طبقے کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ اگر اسے ان کے پیچھے ہی لگنا تھا تو قادیان آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ قادیان نہ آنے کی صورت میں وہ اگر ترقی نہ کرتا تو تنزل بھی تو اختیار نہ کرتا مگر افسوس ہے کہ وہ قادیان آیا تو اس لئے تھا کہ پہلے سے زیادہ روحانی ترقی کرے لیکن یہاں آکر ایسے لوگوں کے پیچھے لگ جاتا ہے جو دین میں کمزور ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک سبزہ کھانے والی بکری اور ایک نجاست کھانے والی بھیڑ ہو۔ ایسے شخص نجاست کھانے والی بھیڑ کے پیچھے لگتے ہیں اور سبزہ کھانے والی بکری کے پیچھے نہیں لگتے۔ اگر یہاں نماز کے چور اور نماز کے سست موجود ہیں تو دوسری طرف وہ بھی تو موجود ہیں جو میل میل ڈیڑھ ڈیڑھ میل سے چل کر مسجد میں آتے ہیں۔ وہ کیوں کمزوروں کے پیچھے لگتے ہیں اور کیوں ان کے پیچھے نہیں لگتے۔ جو میل میل ڈیڑھ ڈیڑھ میل دور سے آتے ہیں اور اپنے اخلاص اور اپنے ایمان میں ہر لحظہ ترقی کر رہے ہیں مگر ان کی رغبت ان کی طرف تو ہے جو نمازوں میں سستی کرتے ہیں مگر ان سے انہیں کوئی مناسبت پیدا نہیں ہوتی۔ جو ماسوا فاصلہ کے تکلیفوں کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ مگر اپنے ایمان میں اور اپنے اخلاص میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہونے دیتے اور نمازیں مسجدوں میں پڑھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جالینوس ایک جگہ کھڑا تھا۔ ایک دیوانہ دوڑتا ہوا آیا اور آکر اس سے چمٹ گیا جب جالینوس کو اس نے چھوڑا۔ تو اس نے کہا میری فصد نکلواؤ۔ اس پر لوگوں نے پوچھا۔ فصد کیوں کھلواتے ہو؟ کہنے لگا۔ یہ دیوانہ جو آکر مجھ کو

چمٹ گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں بھی کوئی رگ جنون کی ہے کہ یہ اوروں کو چھوڑ کر مجھ سے آچمٹا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے اندر جنون کی کوئی رگ ہے جس سے اس دیوانہ کو مناسبت ہوئی اور وہ میری طرف کھنچا آیا تو ایسے آدمیوں کو ادھر جھکنا اور ان کے پیچھے چلنا جو نمازوں میں سست ہیں بتاتا ہے کہ انہیں بھی سست لوگوں سے مناسبت ہے۔

پس جب تک نماز باجماعت پر ہماری جماعت کا ہر شخص عامل نہ ہو میں نہیں کہہ سکتا کہ جماعت ترقی کی طرف قدم مار رہی ہے اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ نماز باجماعت پڑھنے کی عادت ڈالو۔

تم میں سے کوئی نہ ہو جو نماز کے وقتوں میں مسجد میں موجود نہ ہو۔ سوائے بیمار کے مگر یہ نہیں کہ ہر وقت ہی ایک شخص یہ کہے کہ میں بیمار ہوں۔ بیماری کبھی کبھی آتی ہے ہمیشہ نہیں آتی اور نہ ہی ایسی کوئی بیماری ہے جس سے ایک شخص صبح اور عشاء کے وقت بیمار ہوتا ہو اور پھر تندرست رہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم بیماری کی وجہ سے مسجد میں نماز کے لئے نہیں آسکتے۔ وہ لوگ غفلت سے ایسا کرتے ہیں۔ کیونکہ بیماری ہمیشہ نہیں آتی۔

میری صحت ہمیشہ کمزور رہتی ہے مگر ہمیشہ بیماری طبیعت پر غالب نہیں آتی۔ اکثر طبیعت بھی بیماری پر غالب آجاتی ہے۔ پس ہمیشہ کسی کا یہ عذر کہ میں بیمار ہوں قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جو فی الواقع دائم المرض ہوتے ہیں ان پر بھی وقفے آتے ہیں۔ کبھی ان کی طبیعت بیماری پر غالب آجاتی ہے اور کبھی بیماری طبیعت پر۔ ایسا کوئی بھی نہیں جو ہمیشہ ہی بیمار رہتا ہو اور ہمیشہ ہی اس کی مرض اس کی طبیعت پر غلبہ پائے رکھے۔ پھر نہ ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ عشاء کے وقت یا صبح کے وقت کوئی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک دو مرضیں ایسی بھی ہیں جو صبح و شام کو زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ مثلاً دوران سر وغیرہ۔ مگر یہ ایسی نہیں کہ ان کا پتہ نہ لگ سکے۔ ایسی بیماری والے کا تو فوراً پتہ لگ سکتا ہے۔ وہ چارپائی پر پڑا ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے اور وہ سخت بیتاب ہوتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو ادھر ادھر تو پھر لیتے یا کسی اور کام میں تو مصروف ہیں۔ اگر کہیں کہ ہم بیمار ہیں یا ہمیں فلاں وقت بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے نماز کے لئے نہیں آسکتے تو وہ جھوٹ بولتے ہیں اور ان کی سستی انہیں ایسا کہنے پر مجبور کرتی ہے۔

میں پھر قادیان کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جب باہر سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دین کی خاطر یہاں آئے ہو تو دینی فرائض میں سستیاں نہ کرو بلکہ یہاں آنے سے کچھ فائدہ حاصل کرو۔ تمہیں دیکھ

کر مہمان بھی سستی کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس تم سستی چھوڑ دو تاکہ تمہیں سستی کرتے دیکھ کر باہر سے آنے والے بھی سستی نہ کر سکیں۔ لیکن اگر تم سستی ترک نہیں کرتے تو یاد رکھو کہ دوہرا وبال تم پر پڑے گا۔ ایک تو تمہاری اپنی سستی کا اور دوسرے ان لوگوں کا کہ جن کی سستیوں کے لئے تمہاری سستیاں موجب ہوں گی۔ پس تم ان سے بچو۔ تاکہ تم خدا کی رحمت کے پانے والے بن سکو۔

ہماری یہاں کی تعداد کے لحاظ سے ایک ہزار کے قریب آدمی مسجدوں میں ہر نماز میں آنے چاہئیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس قدر لوگ نہیں آتے۔ عشاء کو زیادہ سے زیادہ پچاس چھوٹی مسجد میں آجاتے ہیں اور بڑی مسجد میں چونکہ مدرسہ کے لڑکے بھی نماز پڑھنے جاتے ہیں اس لئے ملا جلا کر ایک سو پچاس کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر مختلف مسجدوں میں آنے والوں کو جمع کیا جائے تو چار پانچ سو کے قریب نمازوں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پچاس فیصد لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ پچاس فیصد نماز نہیں پڑھتے۔ اور سستی کر کے منافق بن رہے ہیں۔

اس حالت میں ایک ہی صورت رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ نگرانی کی جائے کہ کون آتا ہے اور کون نہیں آتا۔ اور جو نہیں آتا اسے تنبیہہ کی جائے اور اگر وہ اصلاح نہ کرے تو اسے علیحدہ کر دیا جائے۔

پس یا تو سستی کرنے والے سستی ترک کر دیں اور باقاعدگی اختیار کریں اور نمازیں مسجدوں میں پڑھنے کی عادت ڈالیں یا پھر اس کٹے ہوئے جسم کی طرح ہو جائیں جسے اکارت اور مضر سمجھ کر کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ روز روز کی تکلیف نہیں برداشت کی جا سکتی۔ روز روز کے دکھ کی نسبت یہ بہتر ہے کہ ایک دفعہ کی تکلیف برداشت کر لی جائے اور ایسے لوگوں پر ایک دن رو کر یہ سمجھ لیں کہ وہ ہمارے نزدیک روحانی طور پر مر گئے ہیں۔ گو میں بد دعا نہیں کرتا کہ ایسے لوگ مر جائیں بلکہ دعا کرتا ہوں کہ زندہ رہیں کیونکہ وہ یہاں زندہ رہنے کے لئے آئے ہیں۔ مگر نہ میں نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نہ رسول کریم ﷺ ان کی روحانی زندگی کے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔ جب تک کہ ابتدائی کوشش ان کی طرف سے نہ ہو۔ زندہ رہنے کے لئے ابتداء ان کی طرف سے ہونی چاہئے۔ پس میں پھر تاکید کرتا ہوں کہ اس کی ابتداء کرو تا ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ سستیاں تم پر سچ مچ کی موت لے آئیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں سستیاں دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شریعت کے حکموں کے ماننے اور ان کی عزت کرنے کی ہمت بخشے اور ہم نیک نمونہ پیش کرنے والے بنیں اور بد نمونہ پیش کرنے والے نہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔

خطبہ ثانی میں فرمایا:۔

آج میں جمعہ کی نماز کے بعد ایک عورت کا جنازہ پڑھوں گا۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب مدانہ ضلع گجرات کے ہیں۔ ان کی بیوی فوت ہوگئی ہے۔ میں آج اس مرحومہ کا جنازہ پڑھوں گا۔

میں نے اعلان کیا ہوا ہے کہ جن کا جنازہ پڑھنے والا کوئی احمدی نہیں ہوتا یا جو ایسی جگہ فوت ہوتے ہیں جہاں بہت ہی کم تعداد میں جنازہ پڑھنے والے احمدی ہوتے ہیں۔ ان کا جنازہ میں یہاں پڑھا کروں گا۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب نے لکھا ہے کہ یہاں اس کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔ اس لئے میں مرحومہ کا جنازہ یہاں پڑھوں گا۔ سب لوگ اس میں شامل ہوں۔

(الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

۱۔ بخاری و مسلم بروایت مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب فضائل الصلوٰۃ